عساکرِ پاکستان کے سفرنامے اور ''جینٹل مین اللہ اللہ''

ڈاکٹر طارق محمود ہاشمی

Dr. Tariq Mehmood Hashmi

Associate Professor, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Travelogueisa part of none fiction prose in Urdu. It is very interesting point that many of the miltory officers havewritten travelogues which are very popular among readers. "GentleManAllahAllah" written by Ashfaq Hussain is travelogue of his stay in Saudi Arabia. Apparently it is look like humerous but it is written in a very serious style. Writer has presented some historical and mythological facts.Hehas quoted some pieces of poetry to make his narration impressive.

اُردو سفرنامے کے ارتقا میں عساکرِ پاکستان کی خدمات نمایاں ہیں۔ان میں وہ اہلِ قلم بھی شامل ہیں جنھوں نے محض سفر کی روداد رقم کی اور وہ بھی جنھوں نے اس روداد کو فکاہیہ ادب میں اس طرح بیان کیا کہ وہ ایک سفر کی تمثال کے ساتھ ساتھ شگفتہ نثر کا بھی ایک نمونہ بن گیا۔ایسے سفرنامے قاری کو ملی، عسکری جغرافیائی معلومات پہنچانے کے ساتھ ساتھ ادب میں خوبصورت اضافہ کا باعث بھی بنے۔سفرناموں کا یہ سفر جو یوسف خان کمبل پوش کے ''عجائباتِ فرنگ'' سے شروع ہوا،مولوی مسیح الدین،مولانا محمد جعفر،سرسید احمد خان،مولانا شبلی نعمانی،محمود نظامی،بیگم اختر ریاض الدین،جمیل الدین عالی،قرۃ العین حیدر، اشفاق احمد،مختار مسعود،ابن انشا،ابن بطوطہ،ممتاز مفتی،مستنصر حسین تارڑ اور عطاالحق قاسمی جیسی متحرک ادبی شخصیات کے طفیل شارعِ ادب پر جاری وساری رہا۔نئے اہلِ قلم ملتے گئے اور کارواں بڑھتا گیا،یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

اُردو سفرنامے کے اس قافلے میں عساکرِ پاکستان بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔یہ اربابِ سیف وقلم عسکری وادبی دونوں میدانوں میں یکتا ہیں۔کرنل محمد خاں،میجر سید ضمیر جعفری،بریگیڈئر صولت رضا،بریگیڈئر صدیق سالک،جنرل شفیق الرحمٰن،میجر اسد محمود خان،میجر شاکر کنڈان اور کرنل اشفاق حسین کے نام اس ضمن میں اور بطورِ خاص سفرنامے کی صنف کے لحاظ سے قابلِ ذکر ہیں۔

شفیق الرحمٰن کی شخصیت اور اندازِ گفتگو ان کے سفرناموں میں بصورت مزاح اور مجلس آرائی جابجا نظر آتا ہے۔اپنے سفرنامے ''دجلہ''(۱) میں عام فہم اور لطیف نکتے کو وہ اس ڈھب سے بیان کرتے ہیں کہ سفرنامے کا ماحول مسکراہٹوں سے مہکنے لگتا ہے۔بعض مقامات پر مزاح کے ساتھ ساتھ لطیف طنز سے بھی کام لیا ہے۔

زندگی کے نشیب و فراز کو جس خوبصورت اور مزاحیہ انداز میں کرنل محمد خاں نے اپنے سفرناموں میں رعائتِ لفظی سے استفادہ کرتے ہوئے برتا ہے۔اس کی نظیر دیگر مصنفین کے یہاں کم ملتی ہے۔''بہ سلامت روی''(۲) میں وہ زندگی کو زندہ دلی سے گزارنے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔اور معاشرتی حقیقتوں کو ان کے حقیقی روپ میں دکھانے کی مقدور بھر سعی کرتے ہیں۔

عسکری سفرنامہ نگار اور مزاح نگار بریگیڈئر صدیق سالک اپنے منفرد اسلوب پیکر تراشی کی بدولت مشہور ہیں۔''تادمِ تحریر''(۳) میں وہ روداد سفر میں اس معصومانہ انداز سے منظر نگاری کرتے ہوئے مزاح پیدا کرتے ہیں کہ قاری کا من گدگدانے لگتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ وہ قلم کا بطور تلوار استعمال کرتے ہوئے معاشرتی ناانصافیوں کا قلع قمع بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔میجر اسد محمود کے رقم کردہ کانگو کے سفرنامے''بارشوں کے جنگل میں''(۴) کے حوالے سے بات کریں تو یہ سفرنامہ وسطی امریکہ کے ملک جمہوریہ کانگو کے متعلق ہے۔پندرہ ابواب پر مشتمل یہ سفرنامہ کانگو کی تہذیب، معاشرت، ثقافت، مذہب، عقائد، رسم و رواج اور رویوں کا آئینہ دار ہے۔ابتدائیہ میں مصنف لکھتا ہے۔''جادۂ شوق و محبت''(۵) شاکر کنڈان کا وہ سفرنامہ ہے جو ان کے حجازِ مقدس کے سفر کی خوشگوار اور متبرک یادوں کا مجموعہ ہے۔مکہ و مدینہ میں عبادات اور زیارات سے جو روحانی تسکین مصنف کو حاصل ہوئی اس کو قلم کے ذریعے سینہ قرطاس پر رقم کر کے قاری تک بہم پہنچانے میں وہ کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

عساکرِ پاکستان کے رقم کردہ سفرناموں کی مذکورہ روایت میں اشفاق حسین کا سفرنامہ''جنٹل مین اللہ اللہ''(۶) روداد کے پیرائے اور کلام کی نیرنگی کے باعث قدرے مختلف اسلوب کا حامل ہے۔

یہ سفرنامہ اُن کے مطالعاتی دورے پر مبنی ہے۔اس تصنیف سے قبل اُن کی دو تصانیف منظرِ عام پر آ چکی ہیں، ایک ''جینٹل مین بسم اللہ'' جو فوج میں کمیشن حاصل کرنے سے قبل کی روداد ہے اور دوسری ''جینٹل مین الحمد اللہ'' اس منزل سے گزر جانے کے بعد کے حالات و واقعات کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔دونوں کتابیں شگفتہ طرز میں لکھی گئی ہیں اور اس اعتبار سے اشفاق حسین اُردو طنز و مزاح میں اپنی شناخت پیدا کر چکے ہیں۔ان تصانیف کے علاوہ ان کی دو اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں یعنی ''فاتح سبونہ'' جو میجر شریف شہید کی حیات اور ولولہ انگیز شہادت کی روداد ہے اور''برف کے قیدی'' ایک جہاز کی تباہی کی کہانی، جس کے مسافروں کو برف کے پہاڑوں میں محصور ہو کر کسمپرسی کی زندگی گزارنا پڑی۔

''جینٹل مین اللہ اللہ'' اپنے عنوان اور سرورق کے تاثر کے اعتبار سے قہقہوں سے بھرپور کتاب لگتی ہے لیکن اس کتاب کا اثاثہ صرف قہقہے نہیں آنسو بھی ہیں۔اس لحاظ سے یہ کتاب اشفاق حسین کی پہلی چار کتابوں کا ایک امتزاج ہے اور شگفتہ اور شستہ طرزِ تحریر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔دیارِ غیر میں دیگر مسائل کے علاوہ اوّلین مسئلہ زبان کا ہوتا ہے جس کے سبب بعض اوقات نہایت مضحکہ خیز صورتِ حال بھی پیدا ہو جاتی ہے۔اس کتاب کے پہلے دو ابواب میں اسی مسئلہ کے تناظر میں بہت سے مضحکہ خیز اور مزاح سے بھرپور واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔اگرچہ ان ابواب میں فنی نباہ (Treatment) اس قدر پختہ نہیں ہے جس سے مزاح کی اعلیٰ صورتِ حال سامنے آ سکے لیکن تحریر میں ایسی شگفتگی ضرور موجود ہے جس سے قاری کا انہماک برقرار رہتا ہے۔

وطن سے دور رہنے والے اہلِ وطن، شہرِ غیر میں ایک الگ قصبہ بنا لیتے ہیں اس لحاظ سے وہاں کی دلچسپیاں اپنے طور پر ایک الگ رنگ رکھتی ہیں۔وہاں اہلِ وطن کا ایک دوسرے سے برتاؤ اور ایک دوسرے سے جذباتی لگاؤ عام زندگی سے کچھ مختلف ہوتا ہے۔اس لگاؤ کے سبب دیارِ غیر میں آباد یہ قصبہ ایک گھر کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

''جنٹل مین اللہ اللہ'' کے بقیہ ابواب میں دیارِ غیر کی یہ دلچسپیاں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ فارغ اوقات کے مشاغل، سیر و سیاحت، کھیل کود، وطن سے دور وطن کا خاص طعام اور اس طرح کی دیگر دلچسپیاں مصنف نے نہایت شگفتگی سے بیان کی ہیں۔ حج اور حج سے متعلق حالات و واقعات میں عقیدت اور عبرت دونوں پہلو موجود ہیں۔ مناسکِ حج کی ادائیگی اور مقدس مقامات پر حاضری کے واقعات میں مصنف کی گہری عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اجتماعِ حج کے لیے مصنف نے ''رب کا میلہ'' کے الفاظ نہایت عمدہ استعمال کیے ہیں۔ اس عنوان کے تحت حج کا روح پرور منظر نامہ بڑی فنی مہارت سے دکھایا گیا ہے۔

مناسکِ حج کے مناظر میں روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کا نظارہ نہایت پُرسوز ہے۔ ''جانبِ بطحا'' کے زیرِ عنوان اس باب کو اگر حاصلِ کتاب کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ حضور پاک ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عقیدت سے اس باب کے ایک ایک لفظ سے جھلکتی ہے۔ بہت سے مقامات پر مصنف نے جس بے خودی کا تاثر دیا ہے وہ مبالغہ محسوس نہیں ہوتا بلکہ ایک لمحے کے لیے خود قاری پر وارفتگی کا عالم طاری کر دیتا ہے۔ آئندہ ابواب میں مصنف نے کچھ تاریخی بستیوں کا ذکر کیا ہے جن کا نام و نقشہ اب صرف کتابوں کے اوراق تک محدود ہو گیا ہے۔ یہاں مصنف نے منیر نیازی کا ایک شعر درج کیا ہے جس سے تاثر اور گہرا ہو گیا ہے:

سن بستیوں کا حال جو حد سے گزر گئیں
اُن اُمتوں کا ذکر جو رستوں میں مر گئیں (۷)

ان ابواب میں مصنف نے محض اُن بستیوں کے کوائف کے ذریعے ہی نہیں بلکہ اپنے طرزِ تحریر سے بھی عبرت کا سامان فراہم کیا ہے۔ خصوصاً طوفانِ نوح نے باغی قوم کو جس طرح تاراج کیا اور اہلِ ایمان کو جس طرح رب لم یزل نے محفوظ رکھا، ایسے حصے ہیں، جو عبرت انگیز بھی ہیں اور ایمان پرور بھی۔ کتاب کے یہ ابواب تاریخ نویسی کے بھی بعض تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ مصنف نے حوالہ جات کے ساتھ مدلل انداز میں حالات و واقعات کو بیان کیا ہے۔ قرآن اور حدیث کے حوالے بھی موجود ہیں۔ جن سے دینِ اسلام کی صحت و صداقت کا پتہ چلتا ہے۔

آگے چل کر مصنف کی خاص دلچسپی سرزمین عرب اور یہاں کے سیاسی اُتار چڑھاؤ پر مرکوز نظر آتی ہے خصوصاً خاندان سعود کے عروج کے حوالہ سے عرب کی سیاست کی روداد نہایت دلچسپ اور اثر انگیز ہے اور کسی لمحے قاری کا انہاک ختم نہیں ہوتا۔

اسلوب کی سطح پر دیکھیں تو یہ کتاب بہر حال ایک پختہ کار لکھاری کے فن کا ایک پختہ نمونہ نظر آتی ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی سلاست اور روانی ہے۔ الفاظ کا چناؤ نہایت خوبصورت ہے اور جملوں کی ساخت بھی پختہ ہے۔ بعض مقامات پر مصنف نے لفظی آرائش اور رعایتوں سے عبارت آرائی بھی کی ہے جس سے تحریر میں بھرپور تاثر پیدا ہو گیا ہے۔ مثلاً:

> ''لفظ لفظ موتی چن کر جب ہم عربی زبان کی مالا پرو رہے تھے تو یونٹ میں تعمیر و تزئین کے مختلف منصوبے پروان چڑھ رہے تھے۔'' (۸)

اس طرح کے جملے مصنف نے کئی ایک مقامات پر استعمال کیے ہیں لیکن کہیں آورد کا احساس نہیں ہونے دیا اور تحریر کی روانی و برجستگی بھی مجروح نہیں ہوئی۔

آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ نے اس کتاب کے اسلوب کو مزید ثقاہت اور وقار عطا کیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مصنف نے کہیں اس کتاب کو مجموعہ نصائح نہیں بننے دیا۔ اس لحاظ سے کہیں بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا۔

کتاب کے طرزِ تحریر میں تمثال کاری بھی نہایت عمدہ ہے۔ ہر منظر کی تشکیل میں زبردست مہارت کا ثبوت دیا گیا ہے جس سے کتاب کے تاثر (Impact) میں اضافہ ہو گیا ہے۔ مثلاً یہ سطور جو سفر نامے کی روداد کو سمیٹتے ہوئے مصنف نے رقم کی ہیں۔ اپنے اندر تاثیر کا ایک خاص عنصر رکھتی ہیں:

> ''سعودی عرب میں ہمارے قیام کی مدت ختم ہوا چاہتی تھی۔ مدینہ منورہ میں حاضری کا یہ آخری موقع تھا اس لیے رخصت کی اجازت لینے کے لیے اہتمام سے مسجد نبوی میں گئے۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے۔ ہم جس مطالعاتی سفر پر نکلے تھے ان کے بارے صحیح صحیح اطلاعات خدا کے رسول ﷺ نے فراہم کی تھیں۔ آپ ﷺ نے ہی بتایا تھا کہ ان بستیوں کو سیر و تفریح کی غرض سے نہ دیکھا جائے بلکہ عبرت کے نمونے کے طور پر یاد رکھا جائے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آپ ﷺ مدائن صالح سے گزرے تو آپ ﷺ نے چہرے پر کپڑا لٹکا لیا، ناقہ کو تیز فرما دیا اور صحابہ کرامؓ کو تاکید فرمائی کہ کوئی شخص ان کے کسی مکان میں داخل نہ ہو، سوائے اُس کنویں کے جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی، کہیں سے پانی نہ لیا جائے، جن حضرات نے لاعلمی سے پانی لے لیا تھا اس سے آٹا گوندھ لیا تھا، ان کو حکم ہوا کہ وہ پانی گرا دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں اور وہاں سے تیز تیز گزر جائیں۔'' (۹)

اسلوب کی ایک اور خوبی بعض مقامات پر اشعار کا برمحل استعمال ہے جس سے تحریر میں تاثیر کا عنصر اور نمایاں ہوتا ہے۔ البتہ بعض مقامات پر اشعار میں بے وزن ہونے کی شکایت محسوس ہوتی ہے جس سے قاری کا مذاق مجروح ہوتا ہے۔

بحیثیت مجموعی یہ کتاب اپنے موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے ایک عمدہ اور کامیاب کتاب ہے اور فن کے تقاضوں کو بہت حد تک پورا کرتی ہے۔ اُردو سفر نامے کی تاریخ میں مذکورہ عساکرِ پاکستان میں اشفاق حسین کا سفر نامہ ''جینٹل مین اللہ اللہ'' بھی اپنے اسلوب، منظر نگاری اور پیکر تراشی کے سبب منفرد مقام کا حامل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ شفیق الرحمن، دجلہ، لاہور: غالب پبلشرز، ۱۹۸۰ء

۲۔ کرنل محمد خان، بہ سلامت روی، لاہور: غالب پبلشرز، ۱۹۸۲ء

۳۔ صدیق سالک، تادمِ تحریر، راولپنڈی: مکتبہ سرحد، ۱۹۸۱ء

۴۔ اسد محمود، بارشوں کے جنگل میں، لاہور: محمود بلال پبلشنگ کمپنی، ۲۰۱۳ء

۵۔ شاکر کنڈان، جادۂ شوق ومحبت، سرگودھا:: ادارہ فروغِ ادب، ۱۹۹۹ء

۶۔ اشفاق حسین، جنٹل مین اللہ اللہ، لاہور: ادارہ مطبوعات سلیمانی، ۱۹۹۰ء

۷۔ منیر نیازی کی یہ غزل اُن کے مجموعہ کلام ''دشمنوں کے درمیان'' میں شامل ہے۔ مکمل متن یوں ہے:

سن بستیوں کا حال جو حد سے گزر گئیں
اُن امتوں کا ذکر جو رستوں میں مر گئیں

کر یاد اُن دنوں کو کہ آباد تھیں یہاں
گلیاں جو خاک وخون کی دہشت سے بھر گئیں
صرصر کی زد میں آئے ہوئے بام و در کو دیکھ
کیسی ہوائیں کیسا نگر سرد کر گئیں
کیا باب تھے یہاں جو صدا سے نہیں کھلے
کیسی دعائیں تھیں جو یہاں بے اثر گئیں
تنہا اُجاڑ برجوں میں پھرتا ہے تو منیؔر
وہ زرفشانیاں ترے رُخ کی کدھر گئیں

۸۔ اشفاق حسین، جنٹل مین اللہ اللہ، ص:۵۲

۹۔ ایضاً، ص:۸۱۲

☆......☆......☆